پیام عید

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَo. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُo

معزز حاضرین کرام!

رمضان المبارک کا آخری عشرہ ختم ہونے کو ہے۔ عید کی تیاریاں زوروں پر ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس خطبے میں عید سے متعلق کچھ عرض کروں۔

حضرات گرامی! عید کے لغوی معنی خوشی، میلہ، جشن اور تہوار کے آتے ہیں اور اہل عرب کے نزدیک عید اس وقت کو کہتے ہیں جس میں خوشی و مسرت ہوتی ہے۔

عید کی وجہ تسمیہ

عید کو عید کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ عید کے معنی لوٹنے کے ہیں اور یہ ہر سال نئی خوشی لے کر لوٹتی ہے اس لئے اس کو عید کہا جاتا ہے۔

ایک مسلمان تزکیہ نفس کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے، وہ ایک ماہ روزے رکھتا ہے اور عید الفطر کو روزہ افطار کرتا ہے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو گویا عید یا خوشی اس کی ہوئی جس نے عید الفطر کے تیس روزے رکھے اور جس نے محبوب حقیقی کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھا اور نفس پر قابو پایا۔ یہ مہینہ ہدایت اور رہنمائی کا مہینہ ہے اس میں تیس روزوں کے ذریعے مسلمانوں کو ایک ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ پرہیز گار بن جائیں اور نہ صرف اس ماہ میں بلکہ آئندہ زندگی میں بھی تیار رہیں۔ اگر اس ماہ کی نعمتوں سے پورے سال کو سنوارنے کا عہد اور تحمل نہیں کریں گے تو سمجھ لیں کہ اس ٹریننگ کے بعد بھی ہم ناکام ہو گئے، ہمیں اس ماہ میں معرفت الٰہی کی سند نہیں ملے گی۔ حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے کھیل کود کے لئے دو دن مقرر کئے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ان دو دنوں میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیل کود کیا کرتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دو دنوں کی جگہ ان سے بہتر دن مرحمت فرمائے ہیں۔ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔

آج بطور مسلمان اپنے احوال پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ سوچنا ہے کہ کہیں ہم بھی زمانہ جاہلیت میں تو نہیں آگئے، کیا ہم نے عید کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کی

کوشش کی یا اس سے لطف اندوز ہونے اور اسے کھیل کود تک محدود کر دیا؟ عید الفطر امتحان کی کامیابی کا دن ہے، خوشیوں اور مسرتوں کا دن ہے، اس روز صدقہ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر آپ نے خطبہ دیا اور عورتوں کو نصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم دیا۔

شریعت اسلامی کی رو سے نماز عید سے پہلے ہر صاحب حیثیت اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر صدقہ فطر یا فطرانہ ادا کرنا لازم ہے۔ اس طرح رمضان کے روزے اور عبادت کے بعد اگر مسلمان صدقہ ادا کرتا ہے تو وہ اپنے رب کی رحمت کے دائرہ میں آنا شروع ہو جاتا ہے۔

عید کی رات عبادت کرنے کی فضیلت

ہر قوم کی خوشی منانے کے دن ہیں، ہر مذہب اپنے اپنے انداز سے خوشی مناتا ہے۔ اسلام جو سچا اور حق پر مبنی دین ہے اس دن خوشی منانے کی دعوت دیتا ہے۔ خوشی منانا اصل اطاعت گزاری ہے، جیسے ہی شوال کا چاند نظر آتا ہے اہل ایمان عبدیت کے فرائض پورا کرنے کی دھن میں لگ جاتے ہیں، ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو ہوتے ہیں۔ دراصل یہ وہی خوشی کے آنسو ہیں جو رب العالمین اپنے پرہیزگار بندوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ مسلمان شوال کا چاند دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اس رات اپنے امتحان میں کامیابی کے لئے گڑگڑا کر معافی مانگتے ہیں، آہ وزاری کرتے ہیں، اپنے پالن ہار کو مناتے ہیں، اپنے رب سے بخشش طلب کرتے ہیں اور وہ اعلیٰ رب اپنے منگتوں اور چاہنے والوں کو ان کی اوقات سے بڑھ کر نوازتا ہے اور بار بار کہتا ہے۔ ہے کوئی مانگنے والا!

اہل ایمان اپنی جھولیاں مرادوں سے بھر لیتے ہیں، یوں مرادوں کا ملنا ہی وہ خوشی ہے جسے عید، خوشی اور تہوار کہتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پانچ راتیں عبادت کرلے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ آٹھ ذی الحجہ، نو ذی الحجہ، دس ذی الحجہ، عید الفطر اور پندرہ شعبان کی رات۔ ایک اور مقام پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عیدین کی راتوں میں اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے اس کا دل اس دن فوت نہیں ہوگا جس دن تمام دل فوت ہو جائیں گے۔ مگر افسوس آج کے مسلمان ان مقدس راتوں کی فضیلت واہمیت سے بے خبر اور عمل سے غافل ہیں۔ ہمارے یہاں اس رات کا تصور کیا ہے؟ لوگ پورے سال خدا کی نافرمانی میں گزار کر اس رات اپنے گناہوں پر جشن مناتے ہیں، جو جانتے نہیں کہ نماز کیا ہے؟ تزکیہ کیا ہے؟ جنہیں معلوم نہیں کہ نفس کو کنٹرول میں کیسے کیا جاتا ہے؟ اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ روٹھے رب کو کیسے منایا جاتا ہے؟ جو اسلامی اصولوں اور اسلامی کلچر سے ناآشنا ہیں، جنہیں شعور نہیں کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ایسے لوگ اپنا وقت و دولت کو برباد کرتے ہیں، چاند رات جو عبادت کی رات ہے جس میں اپنے مولا کو منا کر عید کی خوشیوں کو حاصل کرنے کا سامان کیا جاتا ہے اس رات بازار سج جاتے ہیں اور مسلمان تفریح کی غرض سے باہر نکل جاتے ہیں بے حیائی سے عید کارڈ فروخت ہوتے ہیں، گھر میں ٹی وی پر ناچ گانے اور موسیقی کے پروگرام شروع ہو جاتے ہیں، فلمیں دیکھی جاتی ہیں، سڑکوں پر ٹریفک رک جاتی ہے اور لوگوں کا ایک جم غفیر اسی سہانی خوشی کو منانے باہر نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

عہد رسالت مآب ﷺ کی عید

عید ایک فطری جذبہ ہے کہ انسان سال بھر میں ایک دن وہ رنگارنگ اور بلکہ تبدیلی حالات کا خوگر ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ذرا معمولات سے ہٹ کر بھی کچھ وقت گزارے، چنانچہ دنیا کا کوئی بھی مذہب یا متمدن قوم وملک یا خطہ ایسا نہیں جہاں کسی خوشی، عید یا تہوار کا رواج نہ ہو، ابتدائے آفرینش سے انسان کسی نہ کسی بہانے تہوار مناتا چلا آیا ہے اور رہی بات اسلام کی تو یہ فطری مذہب ہے اور اس کی تمام تر بنیاد فطرت پر ہی ہے، پھر ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے اور اس کا رخ بدلنے والے اس کے ماں باپ ہوتے ہیں اس لئے اسلام نے بھی اپنے یہاں دو تہوار رکھے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب صحابہ کرام کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کرکے تشریف لائے تو آپ کو بعض اصحاب نے بتایا کہ یارسول اللہ! یہاں مدینہ میں یہود ونصاریٰ سال میں دو بار اپنے قومی جشن مناتے ہیں، ان جشنوں کے موقع پر ان کے مرد وخواتین اور بچے سب مل کر کھیل تماشے کرتے ہیں اور فضول گاتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ جو کچھ ان تہواروں پر کرتے ہیں جہالت وضلالت کا طریقہ ہے جو ان کے آباء واجداد سے زمانہ جاہلیت سے چلا آرہا ہے۔ اللہ جل شانہ نے ان دنوں (جشنوں) کو دوسرے اعلیٰ ترین وبابرکت دنوں میں تبدیل کردیا ہے اور وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ مسلمانوں کے لئے یہ متبرک تہوار قرار پائے کہ مومن اللہ جل شانہ کے حضور شکرانہ ادا کریں۔ رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھ کر ایک بزرگ وبرتر عبادت گزاری کی توفیق ہوجاتی ہے چاہئے کہ عیدگاہ کے راستہ میں صدقہ فطر ادا

کردے تا کہ یہ مسکین اور غریب بھائی بہن بھی اس خوشی میں ان کے ساتھ شرکت کریں۔ اسی طرح عید الاضحیٰ حج بیت اللہ کا فرض ادا کرنے کے بعد قربانی پیش کر کے سنت ابراہیمی کی ادائیگی سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں۔

عید الفطر کے تعلق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس روز دوگانہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے جانے سے پیشتر کوئی میٹھی چیز ضرور تناول فرماتے تھے۔ کھجوروں کی تعداد عموماً پانچ، سات یا نو ہوا کرتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ عید کی نماز مسجد کے بجائے عام طور پر کھلے میدان میں ادا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کے تمام مرد مسلمان وہاں باجماعت دوگانہ آپ کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ نماز عید کے لئے پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور جس راستے سے تشریف لے جاتے تھے اسی راستے سے واپس تشریف نہیں لاتے تھے بلکہ دوسرے راستہ سے واپسی ہوتی تھی اور تمام صحابہ کرام کو یہی تاکید و تلقین فرماتے تھے، آمد و رفت میں راستہ کی تبدیلی کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس میں حکمت عملی ہے کہ مومنوں کے اس نیک عمل کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہو جائے۔

علاوہ ازیں ایک دوسری روایت ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ابتدائی ایام ہجرت میں چونکہ مدینہ کے یہود و نصاریٰ بالکلیہ مسلمانوں کے دوست نہ تھے بلکہ ان کی اکثریت دوستی اور امن کے معاہدہ کے باوجود انصار و مہاجرین کے خلاف نفرت اور دشمنی رکھتی تھی۔

اس لئے راہ بدلنے کا مقصد یہ تھا کہ عید کے اجتماع کے موقع پر مشرکین و کفار انہیں آزار پہنچانے کی غرض سے خفیہ طور پر کوئی نفرت رساں حرکت نہ کر سکیں اور مشرکین کو نمازیوں کے جانے اور واپس آنے کے بارے میں صحیح طور پر پتہ نہ چل سکے، اور اطمینان و سکون کے ساتھ عید کی خوشیاں منائی جا سکے۔

ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے بعض دفعہ میدان کے بجائے مسجد میں نماز عید ادا کی ہے۔اس کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ اس روز بارش ہو رہی تھی اس لئے میدان میں نماز کے لئے اجتماع ممکن نہ تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا خطبہ عید

روایت میں آتا ہے کہ دوگانہ عید کی ادائیگی کے بعد آقائے نامدار سرکار دوعالم ﷺ خطبہ عید زمین پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اس خطبہ میں حمد وثنا کے بعد فرماتے تھے:

اللہ جل شانہ جسے راہ مستقیم دکھادے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے بے شک سب سے اچھی چیز اور سب سے سچی کتاب کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ہے اور انبیاء کے سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بری وہ نئی باتیں ہیں جو دین میں پیدا کی جائیں اور ایسی نئی بات بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے قیامت اس قدر قریب ہے جیسے یہ دو انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوتی ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قیامت کا ذکر فرماتے تو رخسار مبارک تمتمانے لگتے اور آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ خطبہ نہایت خاموشی اور توجہ سے سننا چاہئے۔

نماز عید اور خطبہ کے بعد حضور اکرم ﷺ ضروری احکام صادر فرماتے اور پھر دولت کدہ پر تشریف لے جاتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے موقع پر انصار کی دولڑکیاں بیٹھی ہوئی دف بجا کر اشعار گارہی تھی یہ وہ اشعار تھے جو جنگ کے دن گائے گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت چادر اوڑھے بستر مبارک پر آرام کر رہے تھے اور آپ کے چہرہ مبارک پر چادر

تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر آئے تو ان لڑکیوں کو ڈانٹا کہ رسول اللہ ﷺ آرام فرمارہے ہیں اور تم گانے بجانے میں لگی ہو تمہارے گانے بجانے سے آپ ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ نے چادر ہٹا کر فرمایا یہ عید کی خوشی کا دن ہے ان لڑکیوں کو ان کے حال پر رہنے دو، منع مت کرو ہر قوم عید مناتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

ایک روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ ایک مرتبہ عید کے دن عید گاہ تشریف لے جارہے تھے راستہ میں حضور اکرم ﷺ نے ایک کمسن بچے کو کھڑا روتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس بچے کے والدین جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔ سب بچے عید کی خوشی منارہے ہیں مگر یہ بچہ عید کی خوشیوں سے محروم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پیارے! تم غم نہ کرو اور پریشان مت ہو میں موجود ہوں۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اس بچے کو اپنے کندھے مبارک پر سوار کر کے دولت کدہ لے گئے اور فرمایا آج سے تمہارا باپ میں ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمہارے چچا ٹھہرے اور حسن حسین رضی اللہ عنہما بھائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا والدہ۔ اس کے بعد خود اس کا ہاتھ پکڑ کر عید گاہ تشریف لے آئے۔

یہ ایک نمونہ ہے تمام امتیوں کو کہ تمہارے آقا کے فرمان پر ہمیشہ نظر رکھنا چاہئے جو اس یتیم کے لئے کیا اور فرمایا یہ خدا کے پیارے ہیں۔ خدا کے پیاروں کو تم حقارت کی نظر سے دیکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی زبردست پکڑ ہوگی۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ